پاکستان کے معاشی مسائل اوران کا حل۔

از:ہدایت اللہ۔

ابتدائیہ

محسوس ہوتا ہے کہ وطن عزیز پاکستان معرض وجود میں آنے سے لیکر آج تک ان گنت مسائل کا شکار ہے۔،امانتدار اور باصلاحیت قیادت سے محروم ہونے کی وجہ سے روز بروز ،مسائل بڑھتے جارہے ہیں،کرپشن ،لوٹ کھسوٹ،چور بازاری نے ملک کی معیشت کو تباہ کردیا ہے ،اب تو ایسا زمانہ آگیا ہے کہ چور کو چور کہو تو برا مانتا ہے ۔

یہ قدرتی وسائل سے مالا مال ارض پاک جس کی مٹی سونا اگلتی ہے، جسکی طویل ساحلی پٹی کی چار ممالک سے سمندری حدود جاملتی ہے،چار موسموں سردی،گرمی،خزاں اور بہار سے مزین ہے،لیکن ان سارے وسائل کے ہونے کے باوجود ارض پاک بے شمار مسائل سے دوچار ہے،اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان کا جو آج حال ہے وہ وہ بہت حد تک حکمرانوں کا ہی کیا دھرا ہے ۔جو بھی اس میں برسراقتدار آیا خزانے کو لوٹا اور اپنے بینک بیلنس بڑھایے ،باقی رعایا اور ملک سے انھیں کوئی سروکار نہیں ہے ۔ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آج پاکستان کو جو سب سے بڑا جو مسئلہ درپیش ہے وہ معیشت کا ہے یہ امر واضح ہے کہ کسی بھی ملک کو مستحکم رکھنے کیلیے معیشت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔بالخصوص موجودہ زمانے میں جدید اور ترقی یافتہ ممالک کو مستحکم اور پہلی دنیا میں شامل کرنے میں اُن کی معیشتوں کا بڑا ہاتھ ہے ۔

آج پاکستان قرضوں کے شکنجے میں اور ان قرضوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ملین ڈالرز کی ضرورت ہے جو ملکی اداروں کو چلائیں اس وقت برسراقتدار حکومت سب سے بڑا جو مسئلہ درپیش ہے وہ خزانے کے خالی ہونے کا ہے۔لازم سی بات ہے ملک کی معیشت مضبوط ہوگی تو ڈیم بنیں گے ۔ڈیم بنیں گے کا تو پانی اور بجلی کا مسئلہ حل ہوگا۔اس طرح بہت سارے مسائل حل ہونگے ۔ بندہ ناچیز نے ایک طالب علم اور محبِّ وطن پاکستانی ہونے کی حیثیت سے ملک کی معیشت کو درپیش مسائل کو حل کرنے کیلیے چند تجاویز پیش کی ہیں

تجاویز

1۔ درآمدات وبرآمدات ۔

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی میں اس ملک کے درآمدات اور برآمدات کا بڑا کردار ہوتا ہے آج کل کے معاشی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک کے درآمدات وبرآمدات کا اگر ہم جائزہ لیں تو ہمیں بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے امریکا، جاپان، چین، جرمنی جو، معاشی لحاظ سے سرفہرست ممالک میں شمار ہوتے ہیں ۔جن کی روزانہ کی بنیاد پر ملین ڈالرز کی تجارت ہوتی ہے ۔ جبکہ اسکے برخلاف پاکستان کی درآمدات وبرآمدات صرف کل 72 ملین ڈالرز کی بتائی جاتی ہیں۔ پاکستان جس کی برآمدات میں چاول، کپاس، گندم اور خام مال وغیرہ شامل ہیں جبکہ عموماً مضبوط معاشی ممالک کی برآمدات میں کوئی خام مال شامل نہیں ہے۔ وہ زیادہ تر مشینری اور جدید ٹیکنالوجیکل چیزیں برآمد کرتے ہیں۔ لہٰذا پاکستان کو بھی اپنے برآمدات پر خصوصی توجہ دینی پڑے گی اور ایسی چیزیں برآمد کرنی ہوگی کہ جس سے ملک کو زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو، جیسے مغربی ٹیکنالوجیکل برامدات وغیرہ ۔

یہ امر غور طلب ہے کہ پاکستان کی درآمدات میں ایسی چیزیں شامل ہیں جو ملک میں وافر مقدار اور اچھی کوالٹی میں موجود ہیں مثال کے طور پر پاکستان نیوزی لینڈ سے ہزاروں ڈالرز کے سیب منگواتا ہے کیا پاکستان میں سیب وافر مقدار میں موجود نہیں؟ کیا پاکستان میں اچھی کوالٹی کے سیب موجود نہیں؟ حقیقت یہ ہے پاکستان میں دنیا کے بہترین سیب پائے جاتے ہیں۔اس لیے پاکستانی حکومت سے گزارش کی جاتی ہے ایسی تمام چیزوں پر نظر ڈالیں اور جائزہ لیں جو ملک کی معیشت پر بوجھ ہے ایسی چیزوں کو ختم کرنے سے ملک کی معیشت میں بہت بڑی تبدیلی آسکتی ہے ۔

مشاہرے اور بدعنوانی

ہم ریاست پاکستان کا مشاہدہ اور مطالعہ فرماتے ہیں تو معلوم پڑتا ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ معاشی لحاظ سے کمزور ہونے کے باوجود جو بھی شخص کسی بھی سرکاری عہدے پر براجمان ہوجاتا ہے تو اسکے نتیجے میں وہ مالی لحاظ سے خوش حال ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اتنا مشاہرہ حاصل کرلیتا ہے کہ جو کوئی غریب آدمی زندگی بھر سوچ بھی نہیں سکتا ہے چناچہ اس وقت اگر ہم جائزہ لیں تو صدر پاکستان سولہ لاکھ روپے سے زیادہ تنخواہ وصول کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وزیر اعظم قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران بھی لاکھوں میں تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان تنخواہوں میں مسلسل ہر سال اضافہ ہوتا ہے اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ حکومت اور اپوزیشن ہر مسئلہ پر الجھتے ہیں لیکن تنخواہ کے بڑھانے کے بارے میں اپوزیشن عموماً خاموش رہتی ہے۔

ہمارے محترم وزیراعظم عمران خان صاحب ریاست مدینہ کو آئیڈیل قرار دیتے ہیں۔اچھی بات ہے کسی بھی مسلمان کیلیے ریاست مدینہ سے زیادہ کوئی آئیڈیل ریاست ہو بھی نہیں سکتی ہے۔لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ دیکھیں کہ ریاست مدینہ کے حکمران بیت المال کیسے اور کس طرح استعمال کیا کرتے تھے،حکمران اور ذمہ داران ریاست بیت المال سے کتنا مشاہرہ حاصل کرتے تھے۔

ددوسری بات یہ ہے کہ اس وقت پاکستان معاشی لحاظ سے کمزور ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ جتنے بھی قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران منتخب ہوئے ہیں وہ سب ہی قریباً صاحب استطاعت ہیں اس چیز کا اندازہ ہم الیکشن مہم پر خرچ ہونے والے کروڑوں روپے سے لگا سکتے ہیں لہذا وزیر اعظم صاحب کو چاہیے کہ:

☆ تین سال تک کسی ممبر کو مشاہرہ نہ دیا جائے۔جب ملک معاشی لحاظ سے مضبوط ہوا دا کریں مجھے یقین ہے کہ تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے کوئی ممبر استعفی نہیں دے گا اور یہ بھی یقین ہے کہ حکومت کے ممبران کی تنخواہ بند کریں یا ادا نہ کریں تو اپوزیشن بھی خاموش رہے گی۔

☆ ہر ممبر چاہے وہ قومی کا ہو یا صوبائی کا 1,20,000 روپے مشاہرہ وصول کر رہا ہے۔چناچہ اگر ہم بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ پاکستان کے آئین کے مطابق اقلیت اور خواتین کو ملا کے 342 قومی اسمبلی کے ممبران ہیں 372 پنجاب اسمبلی کے ممبران ہیں 168 سندھ اسمبلی 124 خیبر پختونخواہ 65 بلوچستان اسمبلی کے ممبران ہیں۔یہ کل ملا کر 1239 ممبران بنتے ہیں۔ان کے مشاہرے کی کل رقم 148,680,000 بنتی ہے۔جس سے ملک کے بہت سارے بڑے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

☆ تیسری بات یہ ہے کہ وزیراعظم صاحب بدعنوانی جیسی ناسور بیماری کے خلاف ایسے اقدامات کرے جس سے اس کا جڑ سے خاتمہ ہو ایسی سزائیں مقرر کریں کوئی بھی شخص کرپشن کرنے کی ہمت نہ کرسکے تب جاکے اس ملک کے معاشی مسائل حل ہوسکتے ہیں ورنہ مشکل ہے۔

اعلی اداروں کے اخراجات

اس ملک کو بدعنوانی کے بعد معاشی لحاظ سے جس چیز نے کنگال کردیا ہے وہ اعلی عہدے داروں اور ان کے گھروں کے اخراجات (وزیراعظم ہاوس،وزیراعلی ہاوس،گورنر ہاوس،)وغیرہ شامل ہے۔

حال ہی میں گلگت بلتستان کے مقامی اخبار روزنامہ محاسب کی رپورٹ کے مطابق صدر مملکت عارف علوی صاحب کا شنگریلہ کے تفریحی مقام کا دورہ اور ناشتہ سکردو انتظامیہ کو پچاس لاکھ روپے کا پڑ گیا۔اگر پاکستان جیسے غریب ملک کے اعلی عہدے دار ناشتے میں پچاس لاکھ روپے خرچ کریں تو معاشی لحاظ سے کیسے مستحکم ہوگی۔

قناعت ایک ایسی چیز ہے جس کو اختیار کرنے سے کوئی فرد یا ریاست معاشی لحاظ سے مستحکم ہو جاتا ہے۔میرے خیال میں اگر وزیر اعظم ہاوس اور اس کے علاوہ جتنے بھی ادارے ہیں ان میں سادگی اور قناعت اختیار کی جائے اگر باہر سے کوئی مہمان آتا ہے فرنگی ہو عربی کسی

بھی عہدے پر ہو مناسب کھانے سے اس کی توضع کی جائے تا کہ ملک کی معیشت پر بوجھ نہ پڑے ساتھ ساتھ وزیر اعظم اور صدر صاحب اپنے ناشتے اور دیگر کھانوں پر خرچ ہونے والی رقوم پر نظر ڈالیں تو عمدہ ہوگا۔

اختتامیہ

میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر ایمان داری اور دیانت داری کے ساتھ ان اصولوں پر عمل کیا جائے ۔تو ملک کے بہت سارے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔آج ہمارے لیے افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے حکمران کبھی (آئی ایم ایف) کے سامنے ،کبھی خلیجی ممالک کے سامنے ادھار مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

میرا یہ سوال ہے ! کیا آئی ایم ایف سے قرض لینا ضروری ہے؟؟ بہت سارے ایسے ممالک ہیں جو معاشی لحاظ سے ہم سے کمزور ہیں لیکن آئی

ایف ایم کے قرضے کے بغیر چل رہے ہیں ۔کیا آئی ایف ایم سے اس لیے قرض لینا ضروری ہے کہ نئی شاہرائیں اور پل تعمیر کیے جائیں۔ جب ملک معاشی لحاظ سے کمزور ہے تو پچاس لاکھ گھر بنانے کی کیا ضرورت ہے ۔اس سے پہلے بغیر پچاس لاکھ گھر کے زندگی گزار رہے تھے ۔جب ملک کے پاس اتنے وسائل ہوں کہ وہ اپنے اداروں کو صحیح طور پر چلا سکیں اسکے بعد حکومت ملک میں مختلف ترقیاتی کام کریں چاہے گھر بنائے ،پل اور شاہرائیں تعمیر کرے۔

دوسری بات! درآمدت اور برآمدات میں ایسی چیزوں کا اضافہ کیا جائے جو زیادہ سے زیادہ منافع والی ہوں۔ بجٹ میں اعلیٰ اداروں کے اخراجات کو نصف کیا جائے ۔بدعنوانی کرنے والوں کے لیے ایسی سزائیں مقرر کی جائیں جس طرح دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں موجود ہے۔ مجھے امید ہے اگر ان اصولوں پر عمل کیاجائے تو پاکستان کے بہت سارے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔